دینی مدارس کی مختصر تاریخ اور موجودہ ابتلاء کا دور

مولانا سید علی شاہ حقانی

دینی مدارس کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی انسانی تاریخ۔ جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسان کا ارادہ فرمایا تو ساتھ ہی اس کی تعلیم وتعلیم کا بندوبست بھی فرمایا، اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو خود ہی اُن کا استاد بن کر انہیں شاگرد بنایا، جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد خُداوندی ہے:

﴿وعلم آدم الاسماء کلها﴾[سورہ بقرہ، آیت نمبر ۳۱]

یعنی ''ہم نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام یاد کرائے''۔

یوں انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی تعلیم وتعلیم کا آغاز بھی ہوا۔ پھر جوں جوں انسان کی تخلیق میں اضافہ ہوتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی تربیت کے لیے مختلف اوقات میں انبیائے کرام مبعوث فرمائے جو کہ ایک طرف قوم کے ہادی اور راہنما تھے تو دوسری طرف معلم اور استاد۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

انما بعثت معلّماً[مشکوٰۃ المصابیح]

''بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

یہ سلسلہ نبوت اول سے آخر تک جاری رہا اور اس دوران مختلف اوقات میں شخصی درسگاہیں لوگوں کی تربیت کے لئے خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ جس کی تاریخ کی کتابوں میں تفصیل ملتی ہیں، آخر میں نبی خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کے آخری مسیحا بن کر تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ کی نبوت کا آفتاب جس قوم میں طلوع ہوا وہ ایک ''اُمی'' قوم تھی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ عربوں میں تحریر وکتابت کا ذوق موجود تھا لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی۔ بعض اہل علم نے تو لکھا ہے کہ مکہ میں صرف سترہ

افراد کو لکھنا آتا تھا۔ مدینہ کا معاملہ اس سے بھی زیادہ گیا گذرا تھا۔ واقدی نے ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو مدینہ میں لکھنے سے واقف تھے جن کی تعداد گیارہ سے آگے نہیں بڑھتی۔ [فتوح البلدان]

یہ وہ حالات تھے جب نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اس وحی میں شرک کی تردید اور خدا پر ایمان لانے کا صراحت کے ساتھ ذکر نہیں، اسی طرح اس میں عربوں کی دیگر برائیوں کی جانب توجہ نہیں دی گئی ہے، بلکہ یہ پہلی وحی انسانیت کی ''تعلیم'' کی طرف متوجہ کرتی ہے، اس میں پہلا لفظ ہی ''اقـراء'' ہے جس کے معنی ہیں ''پڑھ'' پھر ان پانچ آیتوں میں دو جگہ تعلیم و تعلم کا ذکر ہے، ایک میں ''قلم'' کے ذریعہ تعلیم کی طرف اشارہ فرمایا گیا ﴿عَلَّمَ بالقلم﴾ یہ گویا کتابی تعلیم کی دعوت ہے، دوسری جگہ ان علوم کی تحصیل پر متوجہ کیا گیا ہے جو ابھی انسان کی گرفت میں نہیں ہیں اور انسان کی محنت اور اللہ کی مدد سے ہی ان کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ﴿عَـلَّـم الانسان ما لم يعلم﴾ گویا اس میں قیامت تک آنے والے علوم اور ایجادات وانکشافات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا، کیونکہ ''علم'' ہی تمام اعتقادی اور عملی واخلاقی بیماریوں کا علاج ہے۔

غرض آپ ﷺ دنیا میں علم کا چراغ بن کر آئے اور اس جہالت کو اپنا نشانہ بنایا جس کے سایہ میں برائیاں پنپتی ہیں، اس لئے قرآن مجید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس حیثیت کو زیادہ نمایاں کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ معلم ہیں اور پوری انسانیت ''متعلم''۔

ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور اسی مسجد سے متصل ایک ''چبوترہ'' تعلیمی مقصد کے لیے بنایا، جسے ''صفہ'' کہا جاتا تھا، یہ گویا اسلامی تاریخ کا پہلا مدرسہ تھا اس مدرسہ میں غیر مقیم طلبہ بھی تعلیم حاصل کرتے تھے اور دار الاقامہ کا بھی نظم تھا۔ اسی درسگاہ میں حالات و مواقع اور واردین کی بڑھتی گھٹتی تعداد کے لحاظ سے طلبہ کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ چار سو طلبہ نے اس سے استفادہ حاصل کیا تھا اور قتادہ کی رائے ہے کہ مدرسہ صفہ سے مستفیدین کی تعداد نو سو تک پہنچتی ہے۔ [التراتیب الاداریہ]

جدید مدارس کا باقاعدہ آغاز پانچویں صدی ہجری سے ہوتا ہے۔ بعض کے مطابق دنیائے اسلام کا پہلا مدرسہ نظام الملک طوسیؒ نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ کے نام سے قائم کیا۔ جبکہ بعض کے مطابق 1019ء میں سلطان محمود غزنویؒ نے غزنی میں عروس فلک کے نام سے ایک جامع مسجد اور مدرسے کی بنیاد رکھی، جس نے پہلی دینی درسگاہ کا اعزاز حاصل کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں دوسری صدی ہجری میں دینی مدارس قائم ہونا شروع ہوئے اور سب سے پہلے ملتان کو یہ اعزاز حاصل ہوا، پھر سلاطینِ غزنویہ کے عہد میں لاہور مرکز علم بنا۔ پھر ساتویں صدی ہجری میں دہلی کو اسلامی علوم و

فنون کے مرکز کی حیثیت حاصل ہوئی۔

برصغیر میں مدارس کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز اب سے ایک سو پینتالیس (145) سال قبل 1867ء مطابق محرم ۱۲۸۳ ہجری میں دارالعلوم دیوبند اور پھر رجب ۱۲۸۳ھ بمطابق 1867ء میں مظاہر العلوم سہارنپور سے ہوا، نشاۃ ثانیہ کے اس دور سے آج تک مدارس بڑے بحرانوں سے دوچار ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غیروں کی بے پناہ سازشوں کے باوجود اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ صدیوں سے یہ دینی مدارس قائم ہیں اور اپنے مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہیں، دین کی جو بہاریں آج نظر آرہی ہیں وہ ان دینی مراکز کی برکات ہیں۔ حکومتی تعاون سے الگ تھلگ اپنے مزاج کے مطابق خاموشی سے اپنے کام میں یہ ادارے مگن ہیں۔

جب عصری علوم کے جدید تعلیمی نظام نے اسلامی علوم کی آبیاری کرنے والے نصاب کو فرسودہ قرار دے کر تعلیمی اداروں سے رخصت کیا، تب علماء نے دینی مدارس کے نام سے تعلیمی ادارے قائم کئے جن میں اس نصاب کی تعلیم دی جانے لگی جو کہ بارہویں صدی کے مشہور عالم ملا نظام الدین سہالوی کا مرتب کردہ اور انکی طرف منسوب ہے۔ جسے ''درس نظامی'' کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ نصاب تعلیم اپنی اہم خصوصیات کے پیش نظر ۱۸۳۵ء تک ہندوستان کے تقریباً تمام تعلیم اداروں میں رائج تھا۔ ۱۸۳۵ء کے بعد انگریزوں نے جدید نصاب تعلیم مرتب کر کے برصغیر ہند کے مختلف تعلیمی اداروں میں اس کے نفاذ کا پروگرام بنایا جس کا سرخیل میکالے تھا، بدقسمتی سے اس جدید نصاب تعلیم نے بہت جلد ہندوستان کے مؤثر تعلیمی اداروں میں قبولیت حاصل کی۔ [تذکرہ مصنفین درس نظامی] اسی طرح ان مدارس نے مسلم معاشرے میں نہ صرف لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے سموئے ہوئے زہر کا تریاق کیا بلکہ دلوں کو اسلام کا ایک ولولہ تازہ دیا۔ ہند سے تا خاک بخارا و سمرقند، ان ہی دینی مدارس کے زمرے بلند ہوئے، نور کے جلوے اٹھے، اسلامی تعلیمات کے چشمے ہر سو پھوٹے اور برصغیر ہی کی نہیں عالم اسلام کی بعض عہد ساز شخصیات یہاں پیدا ہوئیں اور اقبال کا یہ شعر پوری طرح ان اداروں پر صادق آیا۔

اِسی دریا سے اٹھتی وہ موج تند جولاں بھی　　نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا

دینی مدارس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارکہ سے بخوبی ہوتا ہے ''میں تو صرف معلم واستاد کی حیثیت سے آیا ہوں''۔ [مشکوٰۃ المصابیح]

نبی کریم ﷺ کے ارشاد بالا سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت اور دنیا میں تشریف آوری کا مقصد ہی انسانی دل ودماغ میں ایسی دینی تعلیم کی روشنی پیدا کرنا ہے جس کے ذریعہ سے انسان دنیا میں اپنے مالک حقیقی خداوند عالم کی مرضی کے موافق بسر کر سکے اور وہ تعلیم انفرادی، اجتماعی، دنیاوی، اخروی تمام حالات میں اس کی راہنمائی اور ہدایت کر سکے، اسلامی تعلیم کی اس ہمہ گیر جامعیت کے پیش نظر فطری اور طبعی طور پر اسلام میں تعلیم وتعلم

سیکھنے اور سکھانے کو جتنی اہمیت حاصل ہے اتنی کسی مذہب میں نہیں ہے، اور دینی علوم کے حصول کے لیے مدارس دینیہ کا کردار ہمیشہ روشن رہا ہے۔

یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے کہ جس کو مخالف سے مخالف بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ برصغیر پاک و ہند میں دینی مدارس کے ذریعہ ہی اسلامی تہذیب، اسلامی عقائد و معاشرت اور اسلامی علوم قرآن وحدیث وفقہ کا تحفظ ہوا۔ انگریز کی حکومت نے اسلامی عقائد اور اسلامی معاشرت کو مٹانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کیے مگر ان دینی مدارس نے اس کے ہر حربہ کا مقابلہ کیا اور تقریباً ڈیڑھ صدی تک اسلامی اقدار اور اسلامی علوم و معاشرت کی حفاظت کی۔ الحمدللہ یہ دینی مدارس اسلام کی حفاظت کے لیے قلعے ثابت ہوئے۔

حکیم احمد شجاع اپنی کتاب ''خون بہاء'' حصہ اوّل ص 439 پر رقم طراز ہیں:

''لاہور آ کر میں نے پاک پٹن شریف کے مسلمانوں کی یہ نفسیاتی کیفیت اور اپنے احساسات کی روداد علامہ اقبالؒ کو سنائی۔ وہ پہلے تو حسب عادت میری باتیں غور سے سنتے رہے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب کی کیفیت بھی ایسی تھی، میں بھی وہی کچھ چاہتا تھا جو تم چاہتے ہو، انقلاب ایک انقلاب جو ہندوستان کے مسلمانوں کو مغرب کی مہذب اور متمدن قوموں کے دوش بدوش کھڑا کردے۔''

علامہ اقبال نے فرمایا:

''ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔''

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے بارے میں ایک انگریز جان پومر کی مشاہداتی رپورٹ ملاحظہ ہوں۔ شاید ہمارے روشن خیال لوگ اس گورے ہی کی بات سن لیں:

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

''میری تحقیقات کے نتائج یہ ہیں کہ یہاں (دارالعلوم دیوبند) کے لوگ تعلیم یافتہ، نیک چلن اور نہایت سلیم الطبع ہیں اور کوئی ضروری فن ایسا نہیں جو یہاں پڑھایا نہ جاتا ہو، جو کام بڑے بڑے کالجوں میں

ہزاروں صرف کر کے ہوتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپے میں کر رہا ہے۔مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر کوئی تعلیم گاہ نہیں ہوسکتی اور میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پائے تو نفع سے خالی نہیں، انگلستان میں اندھوں کا اسکول کے بارے میں سنا تھا،مگر یہاں آنکھوں سے دیکھا، دوا ندھے تحریر اقلیدس کی شکلیں کف دست پر اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ بایدوشاید! مجھے افسوس ہے کہ آج سرولیم مور موجود نہیں، ورنہ بکمال ذوق وشوق اس مدرسے کو دیکھتے اور طلبہ کو انعام دیتے۔''

درحقیقت یہ دینی مدارس اپنی مدد آپ کے اصولوں پر اسلامی علوم کے تحفظ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسلام اور علوم اسلامیہ کے تحفظ کا یہ بہت بڑا ذریعہ ثابت ہوئے ورنہ انگریزوں نے اسلامی علوم کو مٹانے کی جو اسکیمیں رائج کی تھیں، ان کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جس کا تذکرہ علامہ اقبال کے اوپر کے بیان سے ہوا ہے، یہی مدارس تھے جن کے ذریعہ اسلامی اقدار اور اسلامی تہذیب برصغیر میں قائم رہی، ان مدارس کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے، ان کا احسان ماننا چاہیے کہ انہوں نے تمام لادینی نظام ہائے تعلیم کے مقابلے میں خالص اسلامی علوم کی حفاظت کی اور اس کے لئے اپنوں اور غیروں کے طعنے برداشت کیے، مگر اسلامی اقدار کو مٹنے نہیں دیا۔

اسی طرح دینی مدارس پاکستان کے مسلمانوں کی ایک اہم دینی ضرورت مسجد کا سبب ہیں، حفاظ وقراء نے مسجدیں آباد کررکھی ہیں، ملک بھر میں کوئی مسجد ایسی نہیں ملے گی جو امام مسجد نہ ملنے کی وجہ سے اذان و جماعت سے محروم رہی ہو۔ اکثر مساجد کے ائمہ نے مسجدوں میں قرآنی مکتب قائم کررکھے ہیں جہاں بچوں کو حفظ و ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے، تمام ذی شعور لوگ اس بات کے معترف ہیں کہ دینی مدارس پاکستان کے سب سے بڑی این جی اوز ہیں، اس اعتراف کی وجہ یہ ہے کہ دینی مدارس میں تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے، بلکہ طلباء کو رہائش اور خوراک بھی بلا قیمت ملتی ہے، علاوہ ازیں دینی علوم کی حفاظت، اسلامی عقائد، دعوت وتبلیغ، جہاد، سیاست، شرح خواندگی میں اضافہ، رفاہی کام اور جدید علوم کی تعلیم میں مدارس گراں قدر خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں۔

دینی مدارس کا معاشرتی اور تعلیمی کردار آج کی دنیا میں زیر بحث آنے والا ایک اہم موضوع ہے اور پوری علمی دنیا میں اس پر بحث جاری ہے، اس سلسلے میں دو نظریات سامنے آئے ہیں: ایک نظریہ دینی مدارس کا نصاب سرے سے ختم کر کے اسے قومی و عالمی نظامِ تعلیم میں ضم کرنا ہے، جب کہ دوسری طرف سے یہ خیال ظاہر کیا جارہا ہے کہ عالمی اور قومی نظام تعلیم کے مقابلے دینی مدارس کا جداگانہ تشخص قائم رکھتے ہوئے ان میں اگر کوئی سقم ہو جنہیں اگر دور کرلیا جائے تو ان مدارس کے اسلامی تشخص میں مزید نکھار پیدا ہوسکتا ہے۔

جہاں تک اول الذکر نظریئے کا تعلق ہے اس کے داعی اپنے اس مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ''مدارس میں

اصلاحات'' جیسے خوشنما الفاظ استعمال کر کے اپنے خفیہ ایجنڈے کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں، جب بھی مدارس میں اصلاحات کی بات آتی ہیں، تو اس میں سرفہرست مدارس کے نصاب میں جدید مضامین کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، حالانکہ مذہب انسانی زندگی کا بنیاد ہوتا ہے جس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی اور پھر دین اسلام تو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔ اگر ہم تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہودیت جو اس دنیا کا تقریباً ساڑھے چار ہزار سال قدیم ترین مذہب ہے، جتنی اس کی تاریخ پرانی ہے اتنا ہی اس کا نظام تعلیم بھی پرانا ہے۔ اسی طرح عیسائیت جو عددی لحاظ سے اس دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے، ویٹی کن سٹی میں اٹھارہ سو سال قبل بنے والے عیسائی مدرسے میں آج بھی وہی پرانا نصاب پڑھایا جارہا ہے۔

اسلامی مدرسے کا قیام آج سے چودہ سو سال قبل اس وقت ہوا جب نبی کریم ﷺ نے دارارقم کو خفیہ مدرسہ بنایا جبکہ ہجرت کے بعد صفہ کے نام سے باقاعدہ مدرسہ کی بنیاد پڑی، مدارس اسلامیہ کا جدید نصاب بارہویں صدی میں تشکیل پایا، جس میں بھی وفاق المدارس کے جید علماء و ماہرین تعلیم پر مشتمل نصاب کمیٹی وقتاً فوقتاً حالات کے مطابق ترامیم کرتی ہیں، لیکن مغربی دنیا کو یہ ہضم نہیں ہورہا کہ ہم دوسرے شعبوں کی طرح مسلمانوں کے مدارس اور نظام تعلیم کو کیوں غلام نہ بنا سکے۔

اس لئے مدارس دینیہ کے نصاب کو روایتی نصاب میں بدلنے کے لئے آئے روز نئے ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں کبھی انہیں فرقہ پرست نصاب تو کبھی دہشت گردی کا سبب قرار دیا جاتا ہے، لیکن داد دینی پڑے گی وفاق المدارس العربیہ کی مخلص اور دوراندیش قیادت کو جنہوں نے ہر وقت تمام سازشیں ناکام بنادی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی یہ مذموم مقاصد ناکام ثابت ہوں گے۔ موجودہ حکمران بھی اپنے پیش رو کی طرح مدارس دشمن ثابت ہوئے، دینی مدارس اور انسانی حقوق کے خلاف انتقامی کارروائی پر مبنی بدنام زمانہ ''تحفظ پاکستان بل'' نامی کالا قانون کی اسمبلی سے منظوری اس کی تازہ کڑی ہے، جس میں مدارس اصلاحات کے نام پر تدریجاً مدارس کی آزادی کو ختم کرنے کی نئی پالیسی ہیں۔

اب وقت آیا ہے کہ تمام مذہبی قوتیں اور علماء وفاق المدارس مدارس دشمن عناصر کے خلاف کمربستہ ہوجائیں ورنہ ترکی، مصر اور دوسرے مسلمان ممالک میں دینی مدارس کا حشر یاد رکھیں۔

☆......☆......☆